۳ صفر المظفر ۱۴۴۶ھ / 09 اگست 2024ء

استحکامِ پاکستان

کے اہم ذرائع

(یومِ آزادی کی مناسبت سے)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان (مرکزی دفتر) جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
You Tube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا قَرۡیَۃً کَانَتۡ اٰمِنَۃً مُّطۡمَئِنَّۃً یَّاۡتِیۡہَا رِزۡقُہَا رَغَدًا مِّنۡ کُلِّ مَکَانٍ فَکَفَرَتۡ بِاَنۡعُمِ اللّٰہِ فَاَذَاقَہَا اللّٰہُ لِبَاسَ الۡجُوۡعِ وَالۡخَوۡفِ بِمَا کَانُوۡا یَصۡنَعُوۡنَ۔ [النحل16:112]

"دن منانے" کی روایت قدیم بھی ہے اور آفاقی بھی... صدیوں سے لوگ مختلف دن مناتے چلے آرہے ہیں اور یہ رسم کسی ایک خطے کے ساتھ خاص نہیں، دُنیا بھر میں ایسا کیا جاتا ہے... بلکہ جس دن میں ربّ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی خاص انعام فرمایا ہو اُس کی یادگار قائم کرنے کا حکم آیتِ قرآنیہ سے بھی ثابت ہے۔[1]

یہ بات بھی ضروری ہے کہ دن منانا بامقصد طریقے سے ہونا چاہیے، ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ دن منانے کے بعد نتیجے پر غور کیا جائے تو وہ کچھ بھی نہ ہو؛ کیونکہ بے مقصد کام کو نہ تو عقلِ سلیم پسند کرتی ہے اور نہ ہی قرآنِ حکیم اُس کا حکم ارشاد فرماتا ہے۔

14 اگست اہلِ پاکستان کے لیے بہت اہم دن ہے، جس میں خالقِ کائنات نے وطنِ عزیز کی صورت میں ایک عظیم نعمت عطا فرمائی؛ اِسی مناسبت سے ہر سال ملک بھر میں "یومِ آزادی" جوش و خروش کے ساتھ منایا جاتا ہے، تاہم یہ پہلو بہت افسوس ناک ہے کہ زیادہ تر یہ دن دانستہ یا نادانستہ طور پر رسمی کاموں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ یومِ آزادی کے موقع پر قوم کی تربیت کی جائے کہ:

- آزادی کتنی بڑی نعمت ہے اور اگر ہم آزاد نہ ہوتے تو ہماری صورتِ حال کیا ہوتی؟
- برصغیر کی تاریخ کیا ہے؟ پاکستان کی منزلِ مقصود کیا تھی؟ یہ ملک بنانے کے لیے بے پناہ قربانیاں کیوں دی گئیں؟ اور کیا ہم نے اپنی منزلِ مقصود حاصل کر لی؟ اگر نہیں تو اُسے کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟
- وہ کون سی کمزوریاں تھیں جن کی وجہ سے برِّصغیر میں مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ حکومت کا خاتمہ ہوا؟ کہیں آج ہم اُنہی کمزوریوں میں مبتلا تو نہیں؟ اگر مبتلا ہیں تو اُن کا خاتمہ کیسے ممکن ہے؟
- انگریز نے ہماری تہذیب و ثقافت اور نظامِ تعلیم کو کس طرح تبدیل کر کے ہمیں فکری طور پر غلام بنایا؟ آج ہمیں اپنی اصل اقدار کی طرف لوٹنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟
- سب سے اہم یہ کہ بقاء و استحکامِ پاکستان کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اور ملک کو موجودہ مشکل حالات سے نکال کر ترقّی کی راہ پر کیسے گامزن کیا جا سکتا ہے؟

اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہر نعمت کی عطا بھی رحمتِ الٰہی سے ہی ہوتی ہے اور اُس کا استحکام بھی فضلِ خداوندی سے ہی ہوتا ہے، تاہم ہمیں حکمِ ربّانی پر عمل کرتے ہوئے بہر صورت استحکام کے ذرائع اختیار کرنے چاہییں۔

---

[1] قال اللہ تعالیٰ: وَذَکِّرۡہُمۡ بِاَیّٰىمِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوۡرٍ۔ [ابراہیم14:05]

استحکامِ پاکستان کا ذریعہ... قرآن و سنت کا نفاذ

یہ بات "عقیدہ" بھی ہے اور صدیوں کی "اسلامی تاریخ کا خلاصہ و نچوڑ" بھی کہ اگر مسلمان اپنے مالکِ کریم جَلَّ وَعَلَا کے احکام پر عمل کریں تو وہ اپنی رحمت سے فتح و نُصرت اور عُروج و استحکام عطا فرماتا ہے، جب کہ اُس کی نافرمانی کریں تو اپنے کرتوتوں کے سبب ذلّت و رُسوائی اور پستی و فنا کے دن دیکھنا پڑتے ہیں۔ سیدنا نوح عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمَات کی قوم غرق ہونے سے لشکرِ ابرہہ کی تباہی تک... اور ریاستِ مدینہ منوّرہ کے قیام سے تحریکِ پاکستان کی کامیابی تک اِس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

چنانچہ اربابِ اختیار میں سے جو پاکستان کے مخلص ہیں اُنھیں اِس کی بقا اور استحکام کی خاطر اِس میں قرآن و سنت کا نظام عملی طور پر نافذ کرنے کے لیے اقدامات کا آغاز کرنا چاہیے۔

نفاذِ قرآن و سنت پر استحکام کا وعدۂ الٰہیّہ: دینِ اسلام کی خدمت کرنے والوں سے استقامت و استحکام کا وعدہ فرماتے ہوئے باری تعالٰی نے ارشاد فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ... "اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔" [محمد 7:47] میدانِ جنگ میں بھی ڈٹے رہو گے، اسلام پر بھی استقامت نصیب ہو گی اور پُل صراط پر بھی تمہارے قدم نہیں ڈگمگائیں گے۔ (خزائن العرفان، ملخصًا)

خود کو عقل مند سمجھنے والے کئی احمق یہ سوچ پھیلاتے ہیں کہ دین پر عمل کی برکت سے استحکام کی بات کرنا جذباتی لوگوں کا کام ہے، بھلا ایسے بھی کبھی معیشت پختہ ہوئی ہے! حالانکہ نظامِ قرآن و سنت کو استحکام کا ذریعہ قرار دینا جذباتی بات نہیں، سو فیصد سچی حقیقت ہے، جس کی آیتِ مذکورہ سے بھی تائید ہوتی ہے اور اسلامی تاریخ بھی اِس کی تصدیق کرتی ہے... البتہ اِسے جذباتی بات کہنے والے غلط فہمی کی وجہ سے اپنی "حماقت" کو "عقل کا تقاضا" سمجھ بیٹھے ہیں۔ ایسی عقل رکھنے والوں کو اقبال علیہ الرحمہ نے فرمایا:

تِرے سینے میں دَم ہے، دِل نہیں ہے
تِرا دَم گرمیِ محفل نہیں ہے[1]

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغِ راہ ہے، منزل نہیں ہے[2]

---

[1] دَم: سانس۔ یعنی تیرے سینے میں سانس لینے والا ایک لوتھڑا موجود ہے، مگر عشقِ خدا تعالٰی و محبتِ مصطفٰی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے محروم ہونے کے سبب وہ اِس قابل نہیں کہ اُسے "دِل" کہا جا سکے... اور تیری سانس بھی ایسی ہے کہ اِس سے محفل میں گرمی اور کچھ کر گزرنے کا ولولہ پیدا نہیں ہوتا۔

[2] عقل کو حرفِ آخر مت سمجھ! اِس سے آگے بڑھ کر اللہ، رسول کی محبت و اِطاعت حاصل کر... یہ عقل راستہ دکھانے کے لیے چراغ ہے، منزلِ مقصود نہیں ہے، بلکہ منزلِ مقصود ربّ تعالٰی کی رِضا اور رسولِ مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خوشنودی ہے۔

نفاذِ قرآن وسنت... بانیانِ پاکستان کا مقصدِ اوّلین: اگر ہم سوچیں کہ وہ کون سی طاقت تھی جس نے مختلف زبانوں اور علاقوں سے تعلّق رکھنے والے کروڑوں مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرو دیا تھا؟ کس مشن کے لیے لاکھوں مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا؟ کیا مطلوب تھا کہ لاکھوں افراد نے اپنے گھر بار چھوڑ کر ہجرت کی تھی؟ بلاشبہ وبلامبالغہ اُن کا ایک ہی مقصد و مطلوب تھا کہ ہمیں ایک ایسی ریاست مل جائے جہاں قرآن وسنت کا نظام ہو، جہاں ہم بغیر کسی روک ٹوک کے دینِ اسلام پر عمل کر سکیں۔ اُن کا نعرہ ہی اُن کا مقصد ومدّعا واضح کرنے کے لیے کافی ہے: "پاکستان کا مطلب کیا؟ لاالٰہ الّا اللہ"۔

مارچ 1925ء کو مراد آباد (بھارت) میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت مولانا حامد رضا خان علیہما الرحمہ کی زیرِ صدارت پورے ہندوستان سے تعلق رکھنے والے علماء ومشائخِ اہلِ سنت وجماعت کی چار روزہ کانفرنس منعقد ہوئی، اِس کانفرنس میں ایک تنظیم کی بنیاد رکھی گئی جس کا نام "اَلْجَمْعِیَّۃُ الْعَالِیَۃُ الْمَرْکَزِیَّۃ" / "آل انڈیا سُنّی کانفرنس" طے پایا۔ تنظیم کے صدر امیر ملّت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری اور ناظمِ اعلیٰ صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی مقرر ہوئے۔ اِس تنظیم کے تحت پورے ہندوستان میں مختلف اجلاس / جلسے منعقد ہوئے، جن میں کانگریس کی بھرپور مخالفت اور دو قومی نظریہ کی پُرزور حمایت کی گئی۔[1]

آل انڈیا سنّی کانفرنس کا ایک اہم اجلاس 27 تا 30 اپریل، 1946ء کو بنارس / وارانسی (بھارتی ریاست اترپردیش کا ایک شہر) میں منعقد ہوا، جس میں پورے ملک سے تقریباً دو ہزار علماء ومشائخ اور ساٹھ ہزار عوامِ اہلِ سنت شریک تھے۔ کانفرنس میں یہ قرارداد بھی منظور کی گئی: آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبۂ پاکستان کی پُرزور حمایت کرتا ہے اور اِعلان کرتا ہے کہ علماء ومشائخِ اہلِ سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویہ کی روشنی میں فقہی اُصول کے مطابق ہو۔[2]

جولائی 1947ء کے آغاز میں جب برطانوی حکومت نے برِّصغیر کی تقسیم کا اِعلان کر دیا تو 17 جولائی 1947ء کو شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے بانیٔ پاکستان کو ایک خط لکھا، جس میں ملک کے اندر قرآن وسنت کا نظام نافذ کرنے کی تاکید کرتے ہوئے یہ آیتِ کریمہ بھی ذکر کی: وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ "اور جو اللہ تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہی لوگ ظالم ہیں۔" [المائدۃ 5:45] دوسری آیاتِ کریمہ میں ایسے لوگوں کو کافر اور فاسق بھی فرمایا گیا ہے۔ بانیٔ پاکستان نے اپنے جوابی خط میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایسا کرنے کی یقین دہانی کروائی تھی۔ (فوز المقال، ج:5، ص:250 تا 253)

قرآن وسنت کا نظام نہ لانا استحکامِ پاکستان کے تقاضوں کے بھی خلاف ہے اور شہیدوں کے خون سے بھی بدترین غداری ہے۔

---

[1] تنظیم سے متعلق مزید معلومات کے لیے ملاحظہ کیجیے "خطباتِ آل انڈیا سنّی کانفرنس"، از مفتی جلال الدین قادری۔ یہ کتاب انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے۔

[2] دیکھیے "تحریکِ آزادیٔ ہند اور السواد الأعظم"، از پروفیسر محمد مسعود احمد مظہری، ص:257، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

استحکامِ پاکستان کا ذریعہ... معاشی اعتدال

کسی بھی ملک کی بقاء واستحکام اور عزت و وقار کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اُس کی معیشت مستحکم ہو، زرِمبادلہ کے ذخائر معقول مقدار میں موجود ہوں، ریاست کی آمدن اور اخراجات میں توازن ہو اور شہریوں پر اُن کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔

اِس پہلو سے پاکستان کی صورتِ حال کو دیکھا جائے تو اگرچہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہیں، مگر اسباب کے تناظر میں حالات نہایت خراب ہیں اور اِس سے بڑھ کر افسوس ناک بات یہ کہ مستقبل میں بہتری کے لیے کوئی حکمتِ عملی بھی نہیں ہے۔

اِس سال کے بجٹ کے مطابق حکومت کی متوقّع سالانہ آمدن اور اخراجات کے درمیان تقریباً 8,500 ارب روپے کا فرق ہے، یعنی ریاست کے اخراجات آمدن سے ساڑھے آٹھ ہزار ارب روپے زیادہ ہیں، اب اِن اخراجات کو کیسے پورا کیا جائے گا؟ ظاہر ہے کہ اس کے لیے حکومتیں اندرونی اور بیرونی بینکوں سے مزید قرضے لیتی ہیں اور قوم پر قرض کا بوجھ بڑھتا چلا جاتا ہے، پھر ریاست کو قرض دینے والوں کی شرائط بھی ماننا پڑتی ہیں اور منتیں بھی کرنی ہوتی ہیں۔

قرضوں کے بوجھ، بلکہ اِس لعنت سے جان چھڑانے کی دو ہی صورتیں ہیں:

1) حکومت اپنی آمدن میں اتنا اِضافہ کرے کہ اخراجات بھی پورے ہوں اور آہستہ آہستہ پہلے والا قرض بھی ادا کیا جاسکے۔
2) تمام شعبہ جات کے اخراجات کم کرکے اُنھیں آمدن تک محدود کر دیا جائے، یعنی حکومت فیصلہ کرلے کہ جتنی آمدن ہے اُتنے ہی اخراجات کرنے ہیں، بس۔

قومی بے حسّی کا یہ عالم ہے کہ اخراجات آمدن سے 8,500 ارب زیادہ ہیں، مگر حکومت کی شہ خرچیاں پہلے سے بڑھ کر ہیں... روزانہ نئے منصوبوں کے فیتے کاٹ کر یہ باور کروایا جاتا ہے کہ ملک و قوم کی بہت خدمت ہو رہی ہے... برطانیہ کا وزیرِاعظم چند بیڈ رومز پر مشتمل رہائش گاہ میں رہتا ہے، جب کہ ہمارے صدر، وزیرِاعظم، تمام صوبائی گورنروں اور وزرائے اعلیٰ کی رہائش گاہیں کئی کئی ایکڑوں پر مشتمل ہیں... زرِمبادلہ کے بھارتی ذخائر ساڑھے چھ سو ارب ڈالر سے زیادہ ہیں اور ہمارے فقط نو ارب ڈالر ہیں، مگر ہمارے ہاں ججز کے مشاہرات اور مراعات بھارت سے دوگنا ہیں... وفاقی حکومت میں کئی ڈویژن غیر ضروری ہیں، مگر بار بار اعلان کے باوجود انہیں ختم نہیں کیا گیا... ایسے کئی اور بھی پہلو ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا "چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانے" کا کوئی اِرادہ نہیں۔

کاش! حکمران اور عوام سبھی اُس ارشادِ نبوی پر غور کریں جسے سیدنا طلحہ بن عُبید اللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا: مَنِ اقْتَصَدَ أَغْنَاهُ اللهُ، وَمَنْ بَذَّرَ أَفْقَرَهُ اللهُ... جو میانہ روی سے خرچ کرے مالکِ کریم اُسے غنی کر دیتا ہے اور جو فضول خرچی کرے اللہ تعالیٰ اُسے فقیر کر دیتا ہے..." (مسند البزار، حدیث:946۔ نوادر الاصول، ج:4، ص:222، إسنادہ ضعیف لکن معناہ ثابت)

استحکامِ پاکستان کا ذریعہ... فکری آزادی

جس قوم کو اپنی اقتدار سے زیادہ دوسروں کی باتیں پسند ہوں... وہ دوسروں سے مرعوب ہو کر خود کو کم تر اور دوسروں کو برتر سمجھنے لگے... اپنی بولی سے زیادہ دوسروں کی language (لینگوِج / زبان) پر محنت کرے اور اپنے لباس پر غیروں کے Dress کو ترجیح دے... وہ قوم انتظامی معاملات میں آزاد ہونے کے باوجود فکری طور پر غلام قرار پاتی ہے۔ مصوّرِ پاکستان اقبال علیہ الرحمہ نے کہا:

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں [1]

تحریکِ پاکستان کی کامیابی کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ قوم اگرچہ انتظامی طور پر محکوم تھی، مگر فکری شعور بیدار ہو چکا تھا، قائدین اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کا درس دے رہے تھے، غیر مسلموں سے مرعوب کرنے کے بجائے اپنی تہذیب پر فخر کا سبق پڑھا رہے تھے۔ چنانچہ ربّ تعالیٰ نے لاج رکھی اور بے سروسامانی کے باوجود آزادی کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔

یومِ آزادی پر استحکامِ پاکستان کی خاطر فکری آزادی کو پروان چڑھانا چاہیے اور نسلِ نَو میں غیروں کی نقالی کے بجائے سرورِ عالم ﷺ اور آپ کے پیاروں کی پیروی کا جذبہ بیدار کرنا چاہیے۔ بقولِ اقبال استحکام کا واحد طریقہ یہی ہے کہ قوم کا مذہب سے تعلق پختہ ہو۔

اپنی مِلّت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی [2]

اُن کی جمعیّت کا ہے مُلک و نَسَب پر انحصار
قوّتِ مذہب سے مُستَحکَم ہے جمعیّت تری [3]

دامنِ دیں ہاتھ سے چھُوٹا تو جمعیت کہاں
اور جمعیت ہوئی رُخصت تو ملت بھی گئی [4]

---

[1] شمشیر: تلوار۔ یعنی جب کوئی قوم ذہنی طور پر غلام ہو تو نہ اسلحہ کام آتا ہے، نہ تدبیریں اور نہ ہی منصوبہ بندیاں کام آتی ہیں، البتہ ذوقِ یقیں پیدا ہو جائے تو زنجیریں کٹ جاتی ہیں اور منزل کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے۔

[2] قیاس کرنا: دو چیزوں کو ایک جیسا قرار دینا۔ اقوامِ مغرب: یورپ سے تعلق رکھنے والی قومیں۔ یعنی اے مسلمان! اپنی ملّت کو یورپی قوموں کی طرح مت سمجھو، اُن کی ترتیب و تنظیم اور اتحاد و اجتماع کے اُصول اور ہیں، جب کہ رسولِ ہاشمی ﷺ کی اُمّت کی ترکیب و تنظیم کے اُصول اور ہیں۔

[3] جمعیّت: اتحاد و اجتماع۔ انحصار: دار و مدار۔ یعنی یورپی قوموں کا آپس میں اتحاد و اجتماع "وطن" اور "نسب" کی بنیاد پر ہوتا ہے، مگر تمہارا اتحاد اور تنظیم سازی "قوّتِ مذہب" کی بنیاد پر ہے۔

[4] یعنی مسلمانو! تمہارا اجتماع و اتحاد مذہب کی بنیاد پر ہے، اگر تم نے دین کا دامن چھوڑا تو تمہارا اتّحاد برقرار نہیں رہے گا اور اجتماعیت و اتّحاد نہ رہا تو ملّت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

استحکامِ پاکستان کا ذریعہ... نظامِ عدل کا قیام

انسان فطری طور پر یہ چاہتا ہے کہ وہ دوسروں پر حاوی رہے۔ کوئی دوسرا تو اُس کی حق تلفی نہ کرے، لیکن اگر وہ کسی کا حق چھینے تو اُس کا ہاتھ نہ روکا جائے۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورتِ حال میں ملک تو کیا ایک گھر کا نظام بھی نہیں چل سکتا۔ گھر سے لے کر ریاست تک... بقاء واستحکام کے لیے ضروری ہے کہ اسلام کا عطا کردہ نظامِ عدل قائم کیا جائے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ ”تم عدل کیا کرو، یہی تقوٰی کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، بلاشبہ اللہ کو تمہارے تمام اعمال کی خبر ہے۔“ [المائدۃ 5:8]

موجودہ دَور کے ترقّی یافتہ ممالک انصاف کی فراہمی اور حقوق کی پاس داری کا دعوٰی کرتے ہیں، مگر عدل وانصاف کی جو مثالیں رحمتِ عالَم ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدین علیہم الرضوان نے قائم کی ہیں، دورِ حاضر کے دعوے دار اُن کا فقط تصوّر ہی کر سکتے ہیں۔

ظلم کا انجام خوف ناک ہوتا ہے اور اِس پر ہونے والی گرفت حد درجہ سخت ہوتی ہے۔ چنانچہ استحکامِ پاکستان کی خاطر یومِ آزادی کے موقع پر تمام اربابِ اختیار کو ملک میں نظامِ عدل قائم کرنے کے لیے عملی اقدامات کا آغاز کرنا چاہیے، جن میں سے چند اہم یہ ہیں:

- عوام میں آئین و قانون پر عمل کا شعور بیدار کیا جائے۔ اِس کے لیے نصابی کتب میں اسباق اور ذرائعِ ابلاغ کے ذریعے ذہن سازی کے ساتھ ساتھ حکمران طبقہ خود قانون پر عمل کر کے نمونہ پیش کرے۔
- جرائم کی سزائیں برطانوی یا خود ساختہ قوانین کے مطابق نہیں، بلکہ قرآن وسنت کے مطابق دی جائیں۔
- عدل وانصاف کی یکساں فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔ کوئی بھی بااثر شخص خود کو قانون سے بالاتر نہ سمجھ سکے اور کوئی بھی کمزور شخص یہ تصوّر نہ کرے کہ قانونی طریقے سے انصاف حاصل کرنا اُس کے بس میں نہیں۔
- انصاف کی فراہمی کو آسان تر بنایا جائے۔ ہر شہری کو یہ احساس ہو کہ تھانے سے لے کر کورٹ تک، وہ کہیں بھی اپنا حق حاصل کرنے کے لیے آسانی کے ساتھ کوشش کر سکتا ہے۔

عدل وانصاف قائم کرنا صدرِ مملکت سے لے کر ادنٰی سرکاری افسر تک... حسبِ حیثیت تمام پر فرض ولازم ہے، تاہم سب سے زیادہ ذمہ داری ججز اور عدلیہ و قانون سے وابستہ دیگر افراد پر عائد ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر ججز قرآن وسنت کے برعکس اپنی مرضی کے مطابق فیصلے دیں یا اُن کے فیصلوں سے سیاسی وابستگی / بیرونی طاقتوں کا دباؤ ظاہر ہو تو نظامِ عدل کا قیام محال ہو گا۔

نظامِ عدل میں یہ بات بھی اہم ہے کہ تمام افراد اور ادارے اپنی تمام تر توجہات کو اپنی آئینی ذمہ داریوں پر مرکوز رکھیں اور اپنی حدود میں رہتے ہوئے ملک و قوم کی خدمت کریں... فوج سرحدوں کی حفاظت کرے، عدلیہ قانون کی پاس داری کرے، انتظامیہ اپنے اُمور انجام دے... یہی تقاضائے عدل ہے اور اِسی میں ملک کی بقاء واستحکام ہے۔

پاکستان سے غیر متزلزل محبت

گزشتہ ہفتے میں تقریباً پندرہ سال سے بنگلہ دیش پر قائم حکومت کا تختہ اُلٹ گیا۔ اس کے پیچھے ایک طویل تحریک ہے، جو خونی تحریک بن گئی اور بالآخر سابق وزیرِ اعظم نے اقتدار چھوڑتے ہی ملک سے فرار ہو کر بھارت میں سیاسی پناہ لے لی۔

اِس تناظر میں بعض افراد پاکستانی حکمرانوں کو بھی متنبہ کر رہے ہیں کہ وہ عوام پر ظلم کا سلسلہ بند کریں، اگر پاکستان کی مظلوم عوام نے بھی ایسی تحریک شروع کی تو حکمرانوں کو تنکے کی طرح بہا کر لے جائے گی۔

یہ بات درست ہے کہ ہر ظالم کو اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر اور اُس کی سخت گرفت سے ڈرنا چاہیے۔ غضبِ الٰہی کی مختلف صورتوں میں سے ایک یہ بھی ہوتی ہے کہ ظالم کو لوگوں کے سپرد کر دیا جائے اور وہ اُسے ذلیل ورُسوا کریں۔ تاہم اِس موقع پر ہم یہ پیغام بھی دینا چاہتے ہیں کہ قائدِ اعظم کی قیادت میں لاکھوں جانوں کے نذرانے کے بعد یہ وطنِ عزیز قائم ہوا ہے... اِس کے ساتھ ہماری محبت فقط فطری تقاضے سے ہی نہیں ایمانی تقاضے سے بھی ہے؛ کیونکہ یہ کلمۂ طیبہ کی بنیاد پر قائم ہوا ہے... یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے... رسول اللہ ﷺ کی نگاہِ کرم کا اثر ہے... اور بزرگانِ دین علیہم الرحمہ کا فیضان ہے... اِس ملک سے وفا کا سبق ہماری گھٹی میں شامل ہے... ہم اپنی جان دے سکتے ہیں، مگر اِس ملک سے غداری کا تصوّر بھی نہیں کریں گے، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

پاکستان کے لیے نمایاں خدمات انجام دینے والے مشائخ میں شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ (سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف) بھی شامل ہیں۔ آپ نے مسلم لیگ میں شمولیت کی وجہ بتاتے ہوئے فرمایا: ایک رات مَیں سیال شریف میں اپنے حُجرے میں آرام کر رہا تھا، مَیں نے خواب دیکھا کہ مَیں اور ہندوستان کے تمام مسلمان زُعما، علما، فضلا، اولیا اور لاکھوں عوام کا اجتماع میدانِ عرفات میں ہے اور ہم سب ایک اُونچے بنے ہوئے اسٹیج کی طرف دیکھ رہے ہیں، جیسے ہمیں کسی کی آمد کا انتظار ہو، اسٹیج پر آقائے دوجہاں سرورِ کائنات محبوبِ خدا نبیِ پاک ﷺ اپنے چاروں خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ تشریف فرما ہوئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دستِ مبارک میں ایک جھنڈا تھا، چند لمحے بعد حضور نبیِ پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے فرمایا: ''محمد علی جناح کہاں ہیں؟'' ہم سب مجمع میں دیکھنے لگ گئے، اچانک محمد علی جناح مجمع سے اُٹھے اور اُس اُونچے اسٹیج کی طرف چل پڑے، وہ نبیِ کریم ﷺ کے سامنے نگاہیں نیچی کر کے باادب کھڑے ہو گئے اور سرکارِ دوعالم ﷺ نے حضرتِ علی کو فرمایا: ''جھنڈا لاؤ۔'' حضرتِ علی سبز ہلالی پرچم لائے اور سرکارِ دوعالم ﷺ نے وہ پرچم محمد علی جناح صاحب کو عطا فرما دیا۔ میری آنکھ کھل گئی اور اگلی صبح مَیں نے مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ (فوز المقال فی خلفائے پیر سیال، ج:9، ص:153، ناشر: انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ کراچی، ملخصًا)

ہمارا پختہ یقین ہے کہ مصطفیٰ کریم ﷺ کے صدقے میں عطا ہونے والا یہ ملک قیامت تک قائم رہے گا اور ہم اِن شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ اِس کے وفادار رہیں گے۔

حرفِ آخر... یومِ آزادی پر استحکامِ پاکستان کے لیے اقدامات

دُنیا بھر میں مختلف اہم دنوں کی یادگاریں منائی جاتی ہیں، اِس کا مقصد اُس دن سے وابستہ پیغام کو عام کرنا اور لوگوں میں اُس سے متعلق شعور بیدار کرنا ہوتا ہے۔

14 اگست اہلِ پاکستان کے لیے ایک بہت اہم دن ہے، اِسے ملک بھر میں "یومِ آزادی" کے طور پر جوش و خَروش کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ کاش! بااختیار حضرات اِسے بامقصد طریقے سے منانے کا اہتمام کریں تو ملک و قوم کا بہت فائدہ ہو!

ملکی حالات کے پیشِ نظر اِس وقت سب سے زیادہ ضرورت اِس بات کی ہے کہ "استحکامِ پاکستان کے ذرائع" سے متعلق قوم میں شعور بھی بیدار کیا جائے اور اربابِ اقتدار عملی طور پر اِن ذرائع کو اختیار بھی کریں۔

آج کے خطبہ میں استحکامِ پاکستان کے چند اہم ذرائع پر گفتگو کی گئی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

❖ خلوص کے ساتھ ملک میں قرآن و سنت کا نظام نافذ کرنے کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں۔ اِسی مقصد کے لیے لاکھوں شہیدوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا، یہی اِس ملک کی بنیاد ہے اور اِسی میں اِس ملک کا استحکام و بقا ہے۔

اِس وقت ملک مشکل ترین معاشی حالات کا شکار ہے، اِس کے ظاہری اسباب کچھ بھی ہوں، مگر اِس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اِن حالات کی اصل وجہ مقصدِ پاکستان سے رُوگردانی ہے۔ جس مقصد کے لیے یہ ملک بنایا گیا تھا، بعد والوں نے اُس سے وفا نہیں کی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ۔ "اور اللہ نے ایک بستی کی مثال بیان فرمائی جو پُر امن اور پُر سُکون تھی، اُس بستی کے پاس ہر جگہ سے وافر مقدار میں رزق آتا تھا، چنانچہ وہاں کے رہنے والے اللہ کے انعامات کی ناشکری کرنے لگے تو اللہ نے اُن کے اعمال کی سزا میں انہیں بھوک اور خوف کے لباس کا مزہ چکھایا۔" [النحل 16:112] اہلِ پاکستان کو اِس بستی والوں سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ اُن کی معیشت تباہ ہوئی اور وہ دیوالیہ ہوگئے، نیز اُن کا امن و سُکون چھن گیا اور دہشت زدہ ہوئے، اِس کا سبب قرآنِ حکیم کے مطابق یہ تھا کہ اُنھوں نے (ربّ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے) نعمتوں کی ناشکری کی۔ بحیثیتِ مسلمان ہمیں زبوں حالی کے ظاہری اسباب سے آگے بڑھ کر حقیقی اسباب سے متعلق بھی غور و فکر کرنا چاہیے۔

❖ تباہ حال معیشت کو بہتر بنانے کے لیے آمدن اور اخراجات میں توازن پیدا کیا جائے۔ اگر حکومت کے لیے اپنی آمدن میں اِضافہ ممکن نہیں تو اخراجات کو کنٹرول کرے۔ اعلیٰ عہدے داروں کی عیّاشیوں پر پابندی عائد کرکے فقط اُتنے ہی اخراجات کرے جن کے لیے مزید قرض لینے کی ضرورت نہ پڑے۔

❖ عدل وانصاف کے بغیر کوئی بھی معاشرہ وملک نہ ترقّی کرتا ہے، نہ قائم رہتا ہے۔ چنانچہ حکومت فوری طور پر اسلامی تعلیمات کے مطابق یکساں اور آسان عدل کی فراہمی کو یقینی بنائے۔

❖ نوجوان نسل غیروں کی نقّالی کرنے کے بجائے سرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، آپ کے صحابہ واہلِ بیت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم، بزرگانِ دین اور سپہ سالارانِ اُمّت رَحِمَہُمُ اللّٰہُ عَلَیْہِم کو اپنا آئیڈیل بنائے۔ جو قوم فکری طور پر غیروں کی غلام ہو اور اُن سے مرعوب ہو وہ انتظامی طور پر آزاد ہونے کے باوجود کوئی قابلِ فخر کارنامہ سرانجام نہیں دے سکتی۔

ہم اِس بات کا اِعادہ کرتے ہیں کہ پیارے وطن کے ساتھ ہماری محبت فقط فطری ہی نہیں، ایمانی ہے؛ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے... مصطفیٰ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا تصدّق ہے... اور بزرگانِ دین کا فیضان ہے... یہ کلمۂ طیبہ کی بنیاد پر قائم ہوا... اور اِن شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک قائم رہے گا۔ ہم اِس کے وفادار تھے، ہیں اور آخری سانس تک رہیں گے، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔ اگر اِس وطن کی خاطر جان قربان کرنے کی ضرورت پیش آئی تو ہرگز اِس سے گریز نہیں کریں گے۔ کوئی بھی دشمن بنگلہ دیش کے حالات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہم سے یہ توقّع نہ رکھے کہ ہم حکمرانوں کے ظلم سے تنگ آکر اِس ملک سے بغاوت کر دیں گے۔

آخر میں اِس بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ مبارک ثانی کیس میں سپریم کورٹ نے قادیانیوں کو اپنے اداروں اور گھروں میں اپنے غلیظ نظریات پھیلانے کی اِجازت دی تھی۔ اِس فیصلے سے پیدا ہونے والے انتشار واضطراب کو دُور کرنے کے لیے مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن دامت برکاتہٗ نے تمام مکاتبِ فکر کے اکابر کی تائید سے نہایت احسن حل پیش کیا ہے: آئین کے مطابق سپریم کورٹ اپنے اِس فیصلے پر نظرِ ثانی کر سکتی ہے، نیز قانون میں ایک جملہ کا اِضافہ کر کے حکومت بھی اپنی ذمہ داری پوری کر سکتی ہے۔

ہم مفتیٔ اعظم پاکستان کے اِس اقدام کی تائید وتحسین کرتے ہوئے مطالبہ کرتے ہیں کہ سپریم کورٹ اور حکومت اپنی اپنی ذمہ داری پوری کریں؛ تاکہ مزید انتشار پیدا نہ ہو۔ یہ بات بھی لائقِ تحسین ہے کہ گزشتہ روز (08 اگست 2024ء) کو اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی اِس فیصلہ پر تحفّظات کا اِظہار کرتے ہوئے سپریم کورٹ سے نظرِ ثانی کا مطالبہ کیا ہے۔

شرعی مسئلہ: ماہِ صفر المظفّر کو منحوس یا بلاؤں والا مہینہ سمجھنا جاہلانہ سوچ ہے، جس کی نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے واضح طور پر نفی فرمائی ہے۔ اِس مہینے میں شادی، کسی کام کے آغاز اور سفر وغیرہ میں کوئی حرج نہیں۔ ایصالِ ثواب اور صدقہ وخیرات اچھے کام ہیں، تاہم اِس مہینے کو منحوس سمجھ کر ایسا نہ کیا جائے۔ صفر کے آخری بدھ کو اِس وجہ سے خوشی منانا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اُس دن صحت یاب ہوئے تھے، اِس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

اللہ تعالیٰ شہدائے پاکستان اور شہدائے غزّہ کے درجات بلند فرمائے، وطنِ عزیز اور ارضِ مقدس کی خاطر قربانیاں دینے والوں کی خدمات کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور شہیدوں کے مقدّس خون کے صدقے میں پاکستان کو استحکام اور فلسطین کو آزادی عطا کرے۔ ربِّ کریم اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے غزہ کے مظلوموں کے ساتھ عملی طور پر تعاون کرنے کی توفیق سے نوازے۔

مالکِ کریم قادیانیوں اور اُن کے حمایتیوں کے عزائم کو خاک میں ملائے اور ہمیں عقیدۂ ختمِ نبوّت پر پہرا دینے کی توفیق عطا کرے۔

ربِّ کریم پاکستان کو تمام بحرانوں سے نجات عطا کرے، حکمرانوں کو دین کا خیر خواہ اور عوام کا خدمت گزار بنائے۔

آمین بجاہ النبیّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم